بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا. أَمَّا بَعْدُ:

068: باب 32 (حصہ اول)- صرف اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا چاہیے۔

[آیت (المائدۃ:23)،(الانفال:2)]

کتاب التوحيد الذي هو حق الله على العبيدلشیخ الامام العلامہ محمد بن عبد الوہاب التمیمی رحمۃاللہ علیہ کی اس عظیم کتاب کی شرح کادرس جاری ہے۔آج کے درس میں ایک نئے باب کا آغاز کرتے ہیں شیخ صاحب رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں ﴿وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾(المائدة:23)،اللہ تعالیٰ پر توکل کا بیان۔

پچھلے دروس میں شیخ صاحب رحمۃاللہ علیہ نے محبت اور ڈر کے متعلق باب باندھے ہیں اور محبت اور ڈر کے متعلق ہم بات کر چکے ہیں اور آج کے درس میں توکل پر شیخ صاحب رحمۃاللہ علیہ نے یہ باب باندھا ہے اور یہ حسن تصنیف کی علامت ہے۔

محبت اور ڈر یہ دل کے اعمال ہیں اور عبادات کے ارکان ہیں تیسرا رکن رہ گیا تھا کون سا ہے ؟الرجاء،امید۔شیخ صاحب رحمۃاللہ علیہ امید پر بھی بات کریں گے اس سے پہلے توکل پر بات کیوں ؟توکل میں امید شامل ہوتی ہے یاد رکھیں آپ اللہ تعالیٰ پر تب توکل کر سکتے ہیں جب آپ امید رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ سے توکل کے بغیر آپ امید کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتے اور امید کے بغیر توکل ناقص ہے۔تو شیخ صاحب رحمۃاللہ علیہ نے توکل پر بات کی ہے اور اس باب میں شیخ صاحب نے کامل توحید کی سب سے بڑی نشانی کے متعلق بات کی ہے اللہ تعالیٰ پر توکل۔

توکل کیا ہے،توکل کی کتنی قسمیں ہیں،اس سے پہلے کہ میں کتاب میں سے درس کا آغاز کروں آیئے دیکھتے ہیں توکل کے متعلق بعض اہم باتیں بیان کرتے ہیں۔

1۔توکل کا معنی لغت میں "الإعتماد علي الغير"(کسی پر بھروسہ کرنا)۔

توکل کا مطلب ہے بھروسہ کرنا۔عربی لغت میں میں نے توکل کیا فلان شخص پر یا فلان چیز پر یعنی بھروسہ کیا فلان شخص پر یا فلان چیز پر۔اور شرع میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا ہر معاملے میں خیر کی طلب کے لیے اور شر سے محفوظ ہونے کے لیے۔اللہ تعالیٰ پر

بھروسہ کرنا ہر معاملے میں خیر کی طلب کرتے ہوئے اور شر سے محفوظ ہوتے ہوئے، ایک قید ہے آخر میں ''اسباب شرعیہ پر عمل کرتے ہوئے'' یہ قید ضروری ہے۔

اسباب شرعیہ پر عمل کرتے ہوئے کیا مطلب ہے اس کا؟ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کہ میرے جتنے معاملات ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہیں اللہ تعالیٰ ہی بہتر نگہبان ہے اچھی حفاظت کرنے والا ہے، لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اسباب شرعیہ کو چھوڑ کر یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ہے اور کوئی عمل نہ کیا جائے۔

مثال کے طور پر رزق اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے ﴿إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ﴾(الذاریات:58)(اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی رزق دینے والا نہیں ہے)۔ کوئی شخص اگر یوں کہے کہ میں گھر میں بیٹھا ہوں اللہ تعالیٰ پر توکل ہے جو رزق اللہ تعالیٰ نے میری قسمت میں لکھا ہے مجھے مل کر رہے گا، نوکری بھی لوگ دستک دے کر مجھے کہیں گے کہ یہ تمہارے لیے نوکری ہے تمہارا رزق ہے کیا یہ اچھی بات ہے اس کا یہ عمل صحیح ہے؟ نہیں۔ کیوں بھئی اس نے یہ تو کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر توکل ہے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ہے کہا ہے کہ نہیں کہا؟ کہا ہے۔

تو پھر غلط کیوں ہے؟ اسباب شرعیہ پر عمل نہیں کیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ رزق میرے ہاتھ میں ہے کسی اور کے ہاتھ میں نہیں تو پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے "اعْقِلْهَا ثُمَّ تَوَكَّلْ"۔

ایک شخص کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا اونٹ کی لگام کو پکڑے ہوئے، آیا اونٹ کو چھوڑا اور چلا گیا کوئی کام کرنے کے لیے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کو بلایا کہ کیوں بھئی کیوں چھوڑ کر جا رہے ہو؟ اس شخص نے کہا کہ اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے جا رہا ہوں حفاظت تو اللہ تعالیٰ نے ہی کرنی ہے اونٹ کی اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کرے گا۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اعْقِلْهَا ثُمَّ تَوَكَّلْ" (اسے پہلے باندھو پھر توکل کرو)۔

تو جانور کو باندھنا (اونٹ کو باندھنا) یہ سبب شرعی ہے سبب ہے آپ سبب پر عمل کرو باقی اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے اگر تمہاری قسمت میں چوری لکھی ہے چوری ہو گی اس کو آپ روک نہیں سکتے لیکن یہ کہاں کا انصاف ہے کہ اونٹ کو باندھو ہی نہیں! گاڑی ہے آپ کی شیشے کھلے ہوئے ہیں، چابی لگی ہوئی ہے اللہ پر توکل ہے جی۔ یہ بھئی کون سا توکل ہے اللہ پر؟! اللہ پر توکل یہ ہے کہ گاڑی کو بند کرو چابی نکالو، اچھی طرح شیشے بند کرو اور الارم سسٹم بھی لگاؤ۔

الارم سسٹم لگانا یہ بھی سبب شرعی ہے میرے بھائی یہ حرام نہیں ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں بھئی یہ آپ لوگ لگاتے ہیں تو آپ لوگوں کو اللہ پر توکل، بھروسہ نہیں ہے ہمیں کہتے ہیں "إعقلها ثم توكل"!۔

جب چوری زیادہ ہوگئی تو ہمیں اس سسٹم کی بھی ضرورت پڑ گئی یہ کوئی حرام نہیں ہے، آپ دیکھتے ہیں اللہ کا شکر ہے کہ یہاں تو پھر بھی خیر ہے الحمدللہ۔ زیادہ چوریاں نہیں ہوتیں، ہوتی ہیں کم ہوتی ہیں لیکن ہمارے ملکوں میں دیکھیں آپ سوچ ہی نہیں سکتے کہ بند گاڑیوں کو لے جاتے ہیں الارم والی گاڑی کو بھی نہیں چھوڑتے، پتہ نہیں کس طریقے سے وہ الارم ڈیفیوز (defuse) کر دیتے ہیں سبحان اللہ، چوری ہو جاتی ہے۔ بہر حال تو "اعْقِلْهَا ثُمَّ تَوَكَّلْ" کے قاعدے کو ہمیشہ یاد رکھیں۔

آپ نے ڈاکٹر بنانا ہے کوئی بھی والدین یہ نہیں کہتے کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ہے میرا بیٹا ڈاکٹر بن جائے گا، نہیں۔ اسے پڑھاتے ہیں، اچھے اسکول میں داخلہ دلواتے ہیں اور چیک کرتے ہیں کہ بچہ کیسا پڑھ رہا ہے بار بار جاتے ہیں اسکول میں، اس کے بعد اس کا رزلٹ دیکھتے ہیں کہیں پر کمزوری ہے تو ٹیوشن رکھتے ہیں، اچھے اسکول میں داخلہ کرواتے ہیں اچھے کالج میں داخلہ کرواتے ہیں پھر جا کر ڈاکٹر بنتا ہے، یہ سبب شرعی ہے اچھی بات ہے۔ آپ تصور نہیں کر سکتے کہ کوئی شخص گھر میں سوتا رہے اس کے بچے بھی کھیلتے رہیں ساری زندگی کہے کہ میرے بچے ڈاکٹر بنیں گے! نہیں، ایسے تصور نہیں کر سکتے آپ! تو توکل کی شرط ہے سبب شرعی پر عمل کرنا اسے کہتے ہیں توکل کامل اور اس شرط کے بغیر توکل ناقص ہے وہ شرعاً جائز نہیں ہے۔

2۔ توکل عبادت ہے اس کی دلیل:

ا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ﴿وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ ((جس آیت کریمہ سے شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب کو باندھا ہے) اور بھروسہ کرو اللہ تعالیٰ پر اگر تم سچے مومن ہو)۔

میرے بھائی مومن ہی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر سکتا ہے اور کافر کہاں کرتا ہے بھروسہ یا کم ایمان کہاں کرتا ہے! لیکن جب ہم توکل کی بات کرتے ہیں تو اس کے معنی کے اندر یہ معنی چھپا ہوتا ہے اسباب شرعیہ پر عمل کرنا یاد رکھیں اس لیے بار بار کہنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

۲۔ شرعی توکل وہ ہے جس میں اسباب شرعیہ پر عمل کرنے کے بعد ہی توکل کیا جاتا ہے۔ بعد میں کیوں کہا؟ توکل پہلے یا سبب شرعی پہلے ہے حدیث کے کیا لفظ ہیں؟ "اعْقِلْهَا ثُمَّ تَوَكَّلْ" ثم کیا ہے؟ حرف عطف ہے۔

کیا فائدہ ہے حرف عطف میں؟ واؤ میں اور ثم میں کیا فرق ہے؟ "واؤ، فاء، ثم" تینوں حروف عطف ہیں۔ "خالد اور محمد آیا" خالد (شخص) محمد (شخص) دونوں داخل ہوئے کلاس روم میں کوئی آپ کے ذہن میں ہے کہ پہلے کون آیا؟ نہیں، پہلے خالد بھی ہو سکتا ہے پہلے محمد بھی ہو سکتا ہے یہ دونوں ایک ساتھ بھی ہو سکتے ہیں۔ "جاء خالد ثم محمد" پہلے خالد آیا پھر محمد آیا۔ "اعْقِلْهَا ثُمَّ تَوَكَّلْ" (پہلے باندھو پھر توکل کرو)۔ تو سبب شرعی مقدم ہے میرے بھائیو۔

کیوں ؟اس لیے نہیں کہ یہ زیادہ اہم ہے زیادہ اہم توکل ہی ہے۔ جیسے ہم طہارت کرتے ہیں اب حکم تو نماز کا ہے ارکان اسلام کا دوسرا رکن کیا ہے نماز ہے یا طہارت ہے رکن کون سا ہے ؟ نماز ہے۔ لیکن بغیر طہارت کے نماز ہوتی ہے ؟ نہیں۔اس لیے پہلے طہارت کی بار کرتے ہیں پھر نماز کی بات کرتے ہیں،اس لیے نہیں کہ طہارت نماز سے زیادہ بہتر ہے مقدم ہے یاد رکھیں لیکن کیونکہ طہارت نماز کی شرط ہے اس لیے مقدم کرتے ہیں۔توکل کے لیے شرط ہے سبب شرعی اس لیےاس کو مقدم کیا گیا ہے ورنہ توکل کی جگہ تو اور ہے مقدم ہے ہر سبب شرعی سے کوئی شک نہیں ہے۔

3۔توکل کی قسمیں،توکل کی چار قسمیں ہیں:

ا۔اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا بھروسہ کرنا، یہ ایمان کامل کی نشانی ہے کہ کوئی مومن اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کردے اسباب شرعیہ پر عمل کرتے ہوئے۔

۲۔دوسری قسم کا توکل ہے "توکل السِّر" کسی پر توکل کرنا چھپ کر اور یہ توکل بھی ایسا ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی ذات پر توکل کریں بھروسہ کریں اپنے آپ کو اس کے حوالے کریں (کیونکہ توکل کا مطلب ہے بھروسہ کرنا جب بھروسہ کرتے ہیں تو اپنے آپ کو کسی کے حوالے کردیتے ہیں آپ بھروسے کے معنی میں یہ چیز موجود ہے) لیکن یہ ذات جو اللہ تعالیٰ کے سوا یہ موجود نہیں ہے آپ کے سامنے چھپی ہوئی ہے، یا تو ایسا کوئی پیر ہے جو زندہ ہے لیکن دور غائب ہے یا ایسا کوئی بزرگ ہے جو مر چکا ہے تو مردے پر توکل کرنا یا غائب لوگوں پر توکل کرنا یہ شرک ہے شرک اکبر دائرۂ اسلام سے خارج کردینے والا عمل ہے توحید کی ضد میں ہے۔اللہ تعالیٰ پر توکل توحید عبادت ہے، غیر اللہ پر توکل چھپا ہوا توکل جس کی میں بات کررہا ہوں یہ شرک اکبر ہے۔

۳۔ تیسری قسم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور پر توکل کرنا جو زندہ ہو جو حاضر ہو جو قادر ہو۔

زندہ ہے، حاضر ہے موجود ہے اور قادر ہے یہ جائز ہے شرعاً،اس کی مثال یہ ہے کہ کوئی کام آپ نہیں کرسکتے آپ ایک شخص کو کہتے ہیں یار میرا فلاں کام کردینا میں آپ پر بھروسہ کرتا ہوں۔آپ اٹارنی بناتے ہیں، آپ نہیں ہوتے انڈیا یا پاکستان میں آپ کا کوئی مسئلہ ہے آپ وہاں پر جا نہیں سکتے آپ اٹارنی بنا دیتے ہیں کسی کے نام پر لیٹر لکھ دیتے ہیں آپ اس پر بھروسہ کرتے ہوئے کام کرتے ہیں یہ جائز ہے شرعاً کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ وہ شخص زندہ ہے، قادر ہے، حاضر ہے یہ جائز ہے اور جو خط آپ نے لکھا ہے وہ اس کو پہنچا ہے اس اعتبار سے وہ حاضر ہے۔ لیکن آپ دعا کرتے ہیں کہ میں عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ (غوث) پر توکل کرتا ہوں نعوذ باللہ، یا فلاں پیر پر توکل کرتا ہوں جو زندہ ہے آپ بیٹھے یہاں پر ہیں اور توکل کرتے ہیں اس پیر پر جو غائب ہے،نہ تو آپ نے اس کو خط لکھا ہے کہ میرے لیے دعا کرے۔

یہ اور بات ہے یہ توکل نہیں ہے یہ توسل شرعی ہے کہ آپ کسی بزرگ انسان کو فون کر کے کہتے ہیں کہ بھئی میرے لیے دعا کیجیے میں پریشان ہوں یہ سبب شرعی ہے جائز ہے یہ لیکن آپ کہتے ہیں کہ میں فلان پیر پر توکل کرتا ہوں جو آپ کو سن بھی نہیں رہا، دیکھ بھی نہیں رہا یہ شرک ہے جائز نہیں ہے یاد رکھیں۔

تو غیر اللہ پر توکل کرنا ان تین شرطوں کے ساتھ کہ زندہ ہو، قادر ہو، حاضر ہو یہ جائز ہے شرعاً اور اس کی مثال نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وکیل بنائے۔ سیدنا علی بن أبي طالب رضی اللہ عنہ کو وکیل بنایا حج کے موقع پر جب اونٹ ذبح کیے سو اونٹ تھے تریسٹھ (63) اونٹ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے ذبح کیے اور باقی جو تھے سیدنا علی بن أبي طالب رضی اللہ عنہ کو وکیل بنا کر فرمایا کہ آپ ذبح کر لیں (تو جائز ہے)۔ صدقات اور زکوۃ لینے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو ہیں بعض لوگوں کو بھیجتے زکوۃ لینے کے لیے اُن پر بھروسہ کر کے اُن کو بھیجتے تھے یہ جائز ہے۔

اور دنیاوی معاملات میں اس طریقے سے ان شرطوں کے ساتھ کسی پر بھروسہ کرنا جائز ہے۔

۴۔ غیر اللہ پر توکل کرنا ایسی چیز پر جس چیز پر وہ شخص قادر نہ ہو۔ زندہ ہے حاضر بھی ہے لیکن قادر نہیں ہے جیسا کہ آپ کسی شخص کو کہیں کسی بزرگ کو کہیں ہم آپ پر بھروسہ کرتے ہیں کہ بارش برسے گی، یہ جنگ رُک جائے گی، میرا بیٹا شفاء یاب ہو جائے گا، میں مصیبت سے نکل جاؤں گا، اب کیا یہ جو بزرگ ہے یہ بارش برسا سکتا ہے؟ یہ بیٹے کو شفاء دے سکتا ہے؟ یہ جنگ کو روک سکتا ہے؟ ماوراء الاسباب کی بات ہو رہی ہے یہ سب ماوراء الاسباب ہیں۔ ہاں اگر وہ کسی سبب کے ذریعے سے جنگ رکوا سکتا ہے تو ٹھیک ہے، کسی سبب کے ذریعے سے ڈاکٹر کو بلا کر بچے کا علاج کرواتا ہے تو ٹھیک ہے لیکن بات ہو رہی ہے ماوراء الاسباب کی، ہاں دعا مانگ کر اللہ تعالیٰ سے بارش برستی تو ٹھیک ہے لیکن بات ہو رہی ہے ماوراء الاسباب، جسے سُپر نیچرل کہتے ہیں دوسری زبان میں اس چیز کا تصور نہیں ہے شریعت میں۔

ایک شخص ہے اس کے اشارے پر بارش برسے گی، اس کے اشارے پر بیمار بچہ شفاء یاب ہو جائے گا تندرست ہو جائے گا، اس کے اشارے پر آپ مصیبت سے نکل جائیں گے، اس کے اشارے سے جنگ رُک جائے گی، اس کے اشارے سے کوئی شخص زندہ ہو جائے گا، اس کے اشارے سے کوئی شخص مر جائے گا، یہ طریقے جو ہیں یہ ماوراء الاسباب ہیں اس طریقے سے کسی پر بھروسہ کرنا شرک اکبر ہے۔ حکم کیا ہے؟ شرک اکبر دائرۂ اسلام سے خارج کر دینے والا عمل ہے۔

۵۔ ایک پانچویں قسم ہے یہ قسم چھپی ہوئی ہے اور اکثر لوگ غلطی کرتے ہیں اس میں کہ کسی شخص یا کسی چیز پر بھروسہ کرنا اللہ تعالیٰ پر بھروسے کے بعد لیکن دل میں اس بات کا بیٹھ جانا کہ اگر یہ چیز نہ ہوتی تو آج میں ایسا نہ ہوتا تو اتنا زیادہ بھروسہ، بھروسے

میں حد سے بڑھ جانا یعنی اگر تنخواہ نہ ہوتی تو میں بھوکا مر جاتا، اگر فلاں شخص نہ ہوتا تو آج مجھے یہ نوکری نہ ملتی۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ تو ہے یہ بھی یقین ہے کہ رزق اللہ تعالیٰ دیتا ہے لیکن ایک وسوسہ دل میں ہے جو جگہ کر چکا ہے اس کا اثر زبان پر بھی ہوا کہ اس شخص نے کہا اگر فلاں شخص نہ ہوتا تو آج میں برباد ہو جاتا، فلاں شخص نہ ہوتا تو آج مجھے یہ پوزیشن نہ ملتی، یہ شرعاً جائز نہیں ہے یہ شرک اصغر ہے لیکن شرک اکبر یا کفر نہیں ہے یاد رکھیں۔

اگر بات وسوسے کی ہوتی شک و شبہے کی حد تک ہوتی تو کوئی حرج نہیں ہے جب بات زبان پر آجاتی ہے اب اس کا مطلب ہے وہ خدشات اور وہ شکوک و شبہات اب علم بن چکے ہیں اب یقین بن چکے ہیں اس کی زبان پر اس کا اثر ہوا ہے یہ شرعاً جائز نہیں ہے شرک اصغر ہے۔

یہ وہ قسم ہے کہ جس میں انسان کسی چیز کو یا کسی شخص پر اتنا بھروسہ کرتا ہے کہ حد سے گزر جاتا ہے یہی سمجھتا ہے کہ یہی سب کچھ ہے۔ اس کے لیے یہ نوکری ہے سب کچھ بس یہ نوکری چلی گئی تو وہ بھوکا مر جائے گا۔ یہ کس نے کہا کہ اسی نوکری سے آپ زندہ ہیں کس نے کہا ہے یہ! ہو سکتا ہے کہ اس کے بعد والی نوکری اس سے زیادہ اچھی ہو۔ اور کتنے لوگ ہیں کہ ایک نوکری سے نکالا گیا دوسری اس سے اچھی ملی کہ نہ ملی؟ اس سے اچھی ملی ہے۔ تو یہ بھروسہ جو تھا یہ غلط تھا کہ نہیں؟ غلط تھا۔

شرک کیسے ہے کس اعتبار سے شرک ہے اس میں؟ کس چیز میں برابری ہے؟ کہ نفع و نقصان اس میں نہیں ہے نفع و نقصان اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، اس نوکری سے اگرچہ آپ کو فائدہ ہو رہا ہے لیکن یہ ہمیشہ کا فائدہ نہیں ہے اس میں نقصان بھی ہو سکتا ہے۔ کتنے لوگ ہیں جو نوکریاں کرتے ہیں نوکری ملی ہے اور سیلری بھی اچھی ہے لیکن بے نمازی ہیں نماز نہیں پڑھتے نوکری کی وجہ سے ان کی ظہر کی نماز چھوٹ جاتی ہے تو فائدہ کہاں ہے اس میں؟! میرے بھائی فائدہ صرف پیسے میں نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ کا فائدہ وہ ہوتا ہے جو ہر اعتبار سے آپ کو فائدے میں رکھے۔ وہ کون سی نوکری ہے جو آپ کو کافر بنا دے نعوذ باللہ؟ بے نمازی بنا دے؟ جان بوجھ کر "ارے ہم کیا کریں ڈیوٹی ہے کیا کریں!"۔ ارے ڈیوٹی ہے تو نماز پڑھو کس نے آپ کو منع کیا ہے؟! اگر وہ آپ کو کمپنی کا مالک منع کرتا ہے نماز وقت پر نہ پڑھو تو چھوڑو ایسی نوکری کو ٹھوکر مارو، اُس رزق میں برکت کہاں سے آئے گی ایسے رزق میں جس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہو اور نماز جیسی نافرمانی ہو جو ارکان اسلام کا دوسرا رکن ہے!

تین اہم ضابطے ہیں حدیں ہیں توکل کے باب میں انہیں اچھی سمجھ لیں:

1۔ سبب پر عمل کرنا توکل کے منافی نہیں، سبب شرعی پر عمل کرنا توکل کے منافی نہیں ہے توکل کے یعنی خلاف یا ضد نہیں ہے بلکہ توکل کامل کی نشانی ہے اور اس اَخذ بالاَسباب کے باب میں بعض صوفیوں سے غلطی ہوئی۔

تبلیغی جماعت والے کیا کہتے ہیں ؟" جماعت میں نکلو اللہ تعالیٰ پر توکل کرو"۔ ارے بھی میں جو کماتا ہوں وہی بچے کھاتے ہیں۔ "اللہ پر توکل کرو، اللہ پر توکل کرو بس نکلو جماعت کے ساتھ، ایک چلہ لگاؤ رزق اللہ تعالیٰ دیتا ہے"۔

بھئی بچہ بیمار ہے اس کو ہسپتال لے کر جانا ہے اس کے لیے دوائی کی ضرورت ہے۔ "آپ سہ روزہ لگالو بس اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے شفاء اللہ تعالیٰ دیتا ہے آپ نکلو جماعت کے ساتھ"۔ یہ توکل تو ہے لیکن ناقص توکل ہے کیونکہ اس میں سبب شرعی پر عمل نہیں کیا گیا۔

پھر مثالیں دیتے ہیں کہ فلان شخص ہے اس کے پاس کچھ نہیں تھا فقیر تھا مسکین تھا، اس کا بچہ بھی بیمار تھا علاج کے لیے بھی پیسے نہیں تھے اس کے پاس بڑا پریشان تھا، جماعت گئی اس کو کہا کہ اللہ کے راستے میں نکلو اس نے ایک چلہ لگایا ایک چلے کے بعد گھر واپس آیا تو اس کا گھر وہ گھر نہیں تھا خیر ہی خیر تھیں برکات ہی برکات تھیں اللہ کے راستے میں نکلنے کی یہ برکت ہے۔

اور قصے سناتے ہیں اور اکثر قصے جھوٹ ہوتے ہیں، میں معذرت کے ساتھ کہہ رہا ہوں یہ حقیقت ہے اور ان لوگون کی زبان سے جن لوگوں نے توبہ کی ہے وہ خود کہتے ہیں کہ ہم جھوٹ بولتے تھے۔

ایک شخص ہے عباس شرقاوی نام ہے عربی ہے اس نے پانچ سال جماعت کے ساتھ لگائے پانچ سال، پھر اس نے تبلیغی جماعت کی حقیقت پر بات کی ہے کہ یہ جماعت کیا ہے اس نے ایسی باتیں بیان کی ہیں واللہ رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں!

وہ کہتا ہے کارگزاری وہ ہوتی ہے جب ہم باہر نکلتے ہیں جماعت میں جب واپس آکر ملتے ہیں تو ہمارا امیر پوچھتا ہے بھئی جماعت پوری بتائے گی کہ اس نے وہاں پر کیا کیا ہے کتنی کرامات آپ کو ملی ہیں، یہ کارگزاری ہے۔ کہتا ہے کہ اس کارگزاری میں اتنے جھوٹ ہم بیچ میں شامل کر دیتے تھے تاکہ لوگوں کے دل جڑیں اور جماعت میں شامل ہو جائیں یا سچ بات کو ایسے رنگین بنا دیتے تھے کہ سننے والا خوش ہو جائے۔

اس میں پھر مثال دیتا ہے کہتا ہے کہ ایک مرتبہ ہم جا رہے تھے جماعت کی گاڑی میں جا رہے تھے تو گاڑی کا ٹائر پنکچر ہو گیا اور جو ایکسٹرا وہیل تھا وہ بھی پنکچر تھا پہلے سے اب ہم پریشان کیا کریں! جنگل کا راستہ ہے کیا کریں!

اللہ پر توکل کر کے نکلے تھے تھوڑی دیر کے بعد ایک گاڑی آئی اس میں چند جوان تھے ان لوگوں نے دیکھا ہماری گاڑی خراب ہے ان لوگوں نے وہ ٹائر دیکھا اپنا ٹائر نکالا اس ٹائر کو لگایا اور کہا کہ آگے جو ہے ایک پیٹرول اسٹیشن ہے وہاں پر ہم اپنا ٹائر لے لیں گے کوئی مشکل نہیں ہے ہم آپ کے ساتھ وہاں تک چلنے کے لیے تیار ہیں۔ ہمیں ہاتھ ہی نہیں لگانے دیا ٹائر بھی خود تبدیل کیا اور ہمیں ساتھ بھی لے گئے ہماری گاڑی بھی چل پڑی، وہاں پر گئے پھر اپنے ٹائر کو جو پنکچر تھا وہ بھی لگایا تو یہ دیکھیں!

تو اس میں کیا مشکل ہے میرے بھائیو یہ کوئی کرامت کی بات ہے ؟! کئی مرتبہ ہماری گاڑی پنکچر ہوتی ہے کئی لوگ آکر اس کو ٹھیک کر دیتے ہیں یا ساتھ دیتے ہیں کہ نہیں دیتے ؟ تو ساتھ دینا کار گزاری کون سی ہے اس میں ؟! کیوں بات کو لمبا کرتے ہو ؟ کیوں لوگوں کے دل میں غلط باتیں ڈالتے ہو ؟ کیوں جھوٹ بولتے ہو ؟

اُن کے نزدیک جھوٹ بولنا جائز ہے اللہ کے لیے جھوٹ بولنا جائز ہے ! یعنی لوگوں کو جھوٹے قصے سنا کر، دل نرم کر کے اُن کی جماعت کے ساتھ شامل کرنے کے لیے یا جماعت میں نکلنے کے لیے، خیر کا عمل کرنے کے لئے جائز ہے، جھوٹے قصے بیان کرو جائز ہے کوئی مشکل نہیں ہے، ضعیف حدیث بیان کرو جائز ہے لوگوں کے دل نرم ہوتے ہیں کوئی حرج نہیں ہے۔

دلیل کیا ہے بھئی اللہ تعالیٰ کے لیے جھوٹ بولنا کیسے جائز ہے ؟ کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ " تین چیزوں میں جھوٹ جائز ہے ، میاں بیوی کی صلح کرنے میں ، مسلمانو بھائیوں کی آپس میں صلح کروانے میں اور میدان جنگ میں "۔ جب مخلوق کے اعتبار سے جھوٹ جائز ہے تو اللہ تعالیٰ کے لیے جھوٹ جائز کیوں نہیں ہے ؟! قیاس کیا۔

میرے بھائی عبادات میں قیاس نہیں ہوتا احکام شرعیہ میں اگر اللہ کے لیے جھوٹ بولنا جائز ہوتا تو سب سے پہلے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان فرماتے، جب ان تین چیزوں میں جھوٹ جائز ہے تو ان تین چیزوں کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے، اللہ کے لیے جھوٹ بولنا حرام ہے جائز نہیں ہے کیونکہ یہ دین حق ہے شریعت حق ہے، اللہ تعالیٰ کا ڈر حق ہے، قرآن اور سنت حق ہے، دین کی بنیاد حق ہے اور جھوٹ باطل ہے اور کبھی بھی حق باطل کے ذریعے سے نہیں آسکتا میرے بھائیو یاد رکھیں۔

جھوٹ بول کر لوگوں کو نمازی بنانا چاہتے ہو اُس نماز کا فائدہ ہی کیا ہے ؟! نماز حق ہے جھوٹ باطل ہے آپ لوگوں کو جھوٹ پر نمازی بنانا چاہتے ہو، سبحان اللہ۔

تو یہ توکل نہیں ہے ! غلطی کیا ہوئی کہاں پر ہوئی ؟ سبب شرعیہ کو سمجھا نہیں ہے توکل کی حقیقت کو نہیں سمجھا کہ توکل کی حقیقت کیا ہے، "اعْقِلْهَا ثُمَّ تَوَكَّلْ" اس حدیث کو جانا ہی نہیں کہ اس حدیث کا مطلب کیا ہے۔

2۔ دوسری حد دوسرا ضابط کہ صرف سبب پر ہی بھروسہ کرنا شرک ہے۔

صرف سبب پر بھروسہ کرنا توکل کرنا یہ شرک ہے جیسے میں نے بیان کیا ہے کہ نوکری ہے تو سب کچھ ہے بس یہ نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے، میری کرسی ہے تو سب کچھ ہے کرسی نہیں تو کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ سبب شرعی ہے یہ کرسی آپ کو ملی ہے پوزیشن آپ کو ملی ہے، نوکری آپ کو ملی ہے رزق آپ کو ملا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تو بھروسہ اللہ تعالیٰ پر ہونا چاہیے یہ تو سبب شرعی

ہے کہ آپ کا رزق اس کمپنی میں ہے آپ کا رزق اس کلینک میں ہے، آپ کا رزق فلان جگہ پر ہے فلان تجارت میں ہے لیکن یہ نہیں کہ اگر یہ تجارت نہ ہوتی تو آپ بھوکے مر جاتے یہ ہر گز نہیں ہے، تو سبب پر توکل کرنا شرک ہے۔

3۔ تیسرا ضابطہ، سبب کو چھوڑنا توکل کا دعویٰ ہے توکل نہیں ہے۔ سبب کو ترک کرنا سبب کو چھوڑنا توکل کا دعویٰ ہے لیکن توکل نہیں ہے اللہ تعالیٰ پر یہ توکل نہیں ہے کہ آپ سبب شرعی کو چھوڑ دیں، تواکل ہے۔

اب آتے ہیں کتاب کی طرف یہ مقدمہ تھا توکل کی طرف۔ کوئی سوال ہے ابھی تک توکل کے متعلق؟ الحمد للہ۔ شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وقول الله تعالیٰ" (اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان) ﴿وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ (اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو اگر تم سچے مومن ہو)۔ یہ پوری آیت جو ہے یہ سورۃ المائدۃ آیت نمبر 23 ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾۔

بنی اسرائیل میں سے اللہ تعالیٰ دو مردوں کا ذکر کرتے ہیں ہمیں خبر دیتے ہیں اللہ تعالیٰ کہ بنی اسرائیل میں سے دو ایسے شخص تھے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنا انعام اور احسان کیا اپنے ڈر کا۔ اور یہ قصہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل مصر سے نکلے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو فرعون کے عذاب سے نجات دی اب وہ فلسطین کی طرف ہجرت کر گئے۔ فلسطین جب گئے وہاں پر عمالقۃ ایک خاص لوگ تھے ایک قوم تھی وہ قابض تھے فلسطین پر تو اللہ تعالیٰ کا حکم تھا کہ فلسطین کو ان کے قبضے سے آزاد کراؤ، جہاد کرنا ہے۔ تو بنی اسرائیل بیٹھ گئے انہوں نے کہا کہ زندگی ساری ہم خدمت کرتے رہے فرعون کی ہم مظلوم تھے ہم ذلیل و خوار تھے ہمیں کیا پتہ کہ جنگ ہوتی کیا ہے ہم نے کبھی جنگ کی نہیں، چھ سو سال تو ہم ذلیل تھے اس لیے ہم سے یہ کام نہیں ہوتا۔

سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جا کر آپ نے زیادہ کام نہیں کرنا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جیسے اس آیت میں ﴿ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ﴾ دروازے کو ہاتھ لگاؤ گے ناں ایسے ہاتھ لگاؤ گے وہ ڈر کر بھاگ جائیں گے آپ دروازے کے قریب تو جاؤ تمہارا کام صرف اتنا ہے کہ دروازے کو ہاتھ لگانا ہے۔ انہوں نے کہا نہیں ہم سے نہیں ہوتا یہ ماردیں گے ہمیں ہم موت سے ڈرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل میں سے دو لوگوں نے کہا، کون ہیں اللہ اعلم۔ بعض علمائے مفسرین نے کہا کہ سیدنا موسیٰ اور سیدنا ہارون علیہم الصلاۃ والسلام ہیں۔ ہو سکتا ہے سچ ہو لیکن جب اللہ تعالیٰ نے یہ بیان نہیں کیا ہے کہ وہ کون ہیں تو اللہ اعلم کون ہیں۔

الغرض ،بنی اسرائیل میں سے دو مومن لوگ تھے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے تھے ان لوگوں نے کہا اپنی قوم سے اے بنی اسرائیل! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اللہ کا حکم ہے کہ دروازے کو ہاتھ لگانا ہے کامیابی تمہاری ہے جیت تمہاری ہے۔﴿ادۡخُلُوۡا عَلَيۡهِمُ الۡبَابَ‌ۚ فَاِذَا دَخَلۡتُمُوۡهُ فَاِنَّكُمۡ غٰلِبُوۡنَ﴾،دیکھو﴿فَاِنَّكُمۡ﴾ فوراً، ہاتھ لگانے کے بعد ہی وہ قوم بھاگ جائے گی ڈرپوک قوم ہے غلبہ تمہارے لیے ہی لکھا گیا ہے تم غالب ہو جاؤ گے۔﴿وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوۡۤا اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ﴾خاتمہ کس چیز سے ہوا؟ تو پھر ڈرتے کیوں ہو موت سے اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ غالب تم ہو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو اگر تم سچے مومن ہو۔

ابھی کہتے ہیں تم یہ دعویٰ کرو ہم مومن ہیں اللہ تعالیٰ پر ایمان لے کر آئے ہیں اور سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی ہر بات ماننے کے لیے تیار ہیں تو یہ دروازہ ہے۔امتحان دیکھیں امتحان ہے اللہ تعالیٰ کا انعام دیا احسان دیا۔انعام کیا تھا؟ چھ سو سال کی غلامی کا خاتمہ ہوا فرعون کے عذاب سے ان کو نجات ملی، جب اللہ تعالیٰ نے امتحان لیا پہلے امتحان میں ہی فیل، نہیں ہم سے یہ کام نہیں ہوتا!

توانہوں نے اس آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ اُن کی زبانی (دو مومن لوگوں کی زبانی) فرماتے ہیں﴿عَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوۡۤا اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ﴾ کیا تم بھول گئے ہو تم مومن ہو، اگر سچے مومن ہو اللہ تعالیٰ پر توکل کرو۔ سبب شرعی کیا ہے؟ ہاتھ لگاؤ دروازے کو کامیابی اس کے بعد ہے۔

انہوں نے کہا نہیں ہم سے نہیں ہوتا،اللہ تعالیٰ نے عذاب نازل فرمایا آسمان سے بجلی نہیں گرائی نہ ان کو موت کی سزا سنائی بلکہ اللہ تعالیٰ ان کو بیت المقدس سے چالیس سال محروم کیا صحرا میں چالیس سال بھٹکتے رہے، گم ہو گئے صحرا میں چالیس سال، تمنا کرتے کرتے بعض لوگ مر گئے صحرا میں کہ بیت المقدس اور فلسطین میں ہم داخل ہو جائیں۔ نہیں! جب آسان ذریعہ تھا تو تم لوگوں نے عمل نہیں کیا اب چالیس سال ذلیل و خوار رہو گے تم صحرا میں۔اس کے باوجود بھی اللہ تعالیٰ نے اُن پر انعام کیا اپنے پیارے نبی سیدنا موسیٰ اور سیدنا ہارون علیہم الصلاۃ والسلام کی وجہ سے۔

بھئی یہ قوم افضل تھی بہترین قوم تھی اپنے زمانے کی، عقل والے تھوڑا سا سوچو غور و فکر کرو آج تم بہترین قوم ہو۔امت محمدیہ جو ہے یہ سب سے بہترین امت ہے آج بھی بہترین امت ہے ہر قوموں سے بہتر ہے کسی زمانے میں بنی اسرائیل بھی ایسے ہی بہتر تھے۔

انعام دیکھیں جب نافرمانی ہوئی سزا ملی اس کے باوجود بھی دیکھیں کہ صحرا ہے کچھ کو نہیں، گرمی ہے کچھ پینے کو نہیں کیا کریں گے؟﴿وَظَلَّلۡنَا عَلَيۡكُمُ الۡغَمَامَ وَاَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكُمُ الۡمَنَّ وَالسَّلۡوٰى﴾(البقرہ:57)ایک بادل کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ جہاں پر یہ

قوم جاتی ہے اُس کے سر کے اوپر سایہ بن کر رہو گرمی سے محفوظ رہیں، سورج کی آگ سے روشنی سے محفوظ رہیں، سبحان اللہ ۔جہاں پر یہ قوم چلتی تھی بادل سر کے اوپر ہے چالیس سال آپ سوچ سکتے ہیں؟! سبحان اللہ، اُرحم الرّاحمین جل شانہ۔

صحرا میں کیا ملتا ہے کھانے کے لیے؟ جھاڑیاں ہوتی ہیں، کیڑے مکورے ہوتے ہیں، سانپ بچھو ہوتے ہیں کیا ہوتا ہے یہ کوئی کھانے کی چیزیں ہیں! کھانے کے لیے مَن اور سلویٰ۔ سلویٰ ایک خاص پرندہ ہے دو وقت میں یہ پرندے اتنے زیادہ ہو جاتے کہ ہاتھوں سے پکڑ لیتے ذبح کر کے بھون کر کھا لیتے۔ کبھی تصور کیا ہے پرندے کا صحرا میں کیا کام ہے؟! اور اتنے زیادہ ہوتے تھے کہ ہاتھوں سے پکڑتے تھے شکار کی، مشقت کی ضرورت نہیں پڑتی تھی، یہ سلویٰ ہے۔ مَن کیا ہے؟ اب میٹھے کا دل کرتا ہے کب تک یہ بھون بھون کر بٹیر وغیرہ، تیتر وغیرہ کھاتے رہیں گے، صبح اٹھتے تھے پودوں پر شہد کی مٹھاس جیسی ایک چیز ہوتی تھی سفید کلر کی اسے کہتے ہیں مَن یہ میٹھا کھاتے تھے، سبحان اللہ۔

کچھ عرصے کے بعد تنگ آ گئے کب تک ہم یہ مَن اور سلویٰ کھاتے رہیں گے ہمیں تو دال، پیاز کی ضرورت پڑ گئی ہے ہم دال اور پیاز کھانا چاہتے ہیں، لہسن کھائے کافی عرصہ ہو گیا ہے، سبحان اللہ۔

بہر حال، قصہ بہت لمبا ہے ہم درس سے باہر نکل جائیں گے، کہنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ قوم معزز اور مکرم تھی افضل لوگ تھے اپنے زمانے کے جب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا ہے﴿ضُرِبَتۡ عَلَيۡهِمُ ٱلذِّلَّةُ وَٱلۡمَسۡكَنَةُ﴾(البقرہ:61)(ان پر لکھ دی گئی ذلت اور خواری اور رسوائی اور فقیری، مسکینی لکھ دی گئی ان کے اوپر)۔

یہودی آج کے دور کی بد ترین قوم ہیں ذلیل ترین قوم ہیں۔ کیوں؟ اپنے نبی کی نافرمانی کی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی، بعض انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو قتل کیا بعض انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی نافرمانی کی، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی، تورات کی تحریف کی اللہ تعالیٰ کے دین پر عمل نہیں کیا دین کو پس پشت ڈال دیا ہے۔

آج مسلمان اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھ لیں کہ آج ہم کس چوراہے پر کھڑے ہیں آج ہم کہاں ہیں کیا آج ہم عزت والے ہیں؟! آج ہم عزت والے ہیں آج ہماری عزت کہاں پر ہے؟ آج ہم ذلیل کیوں ہیں؟ آج ہم ذلیلوں کے ذلیل کیوں ہیں؟ آج یہودی ہم پر قابض ہیں آج یہودیوں کا ہاتھ ہمارے گریبانوں پر ہے ہماری عزتوں پر ہے۔

جو غلطی یہودیوں نے کی کیا وہ غلطی ہم تو نہیں کر رہے اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھ لیں! جو نافرمانیاں انہوں نے کیں آج وہ ہم تو نہیں کر رہے! تحریف انہوں نے تورات کی کی اپنے ہاتھ سے کہیں ہم قرآن کی تحریف تو نہیں کر رہے کیا معنی کو تبدیل تو نہیں کر رہے؟!

آج دیکھیں مسلمانوں کا حال اِلَّا من رحم اللہ سبحانہ وتعالیٰ شرک امت میں کینسر کی طرح جڑیں کر چکا ہے نعوذ باللہ، کوئی شہر نہیں کوئی بستی نہیں کوئی گلی نہیں جہاں پر کوئی مزار نہ ہو اور وہاں پر شرک نہ ہوتا ہو۔ دعا، پکار، قربانی، نذر و نیاز آپ گنتے جائیں تھک جائیں گے توکل، بھروسہ، محبت، خوف، ڈر، امید سب اِن مردوں کے لیے ہو چکی ہیں۔

ہم کامیاب کہاں سے ہیں کب ہم اس دلدل سے نکلیں گے؟

اس ذلت کی دلدل سے تب نکلیں گے جب ہم شرک کا خاتمہ کریں گے، جب شرک ہمارے دلوں سے ہمارے گھروں سے نکلے گا تب ہم کامیاب ہو سکتے ہیں ورنہ تو آپ تصور نہیں کر سکتے یاد رکھیں، ذلیلوں کے ذلیل ہی رہیں گے آپ جتنا ہی جہاد کا نعرہ لگاتے رہیں آپ جتنا ہی لوگوں کو جمع کریں اور کہیں کہ ہم ظلم کا خاتمہ کرنا چاہتے ہیں آپ نہیں کر سکتے جب تک کہ دل سے شرک، بدعات اور خرافات اِن بدعقیدگیوں کو نہیں نکالتے آپ کامیاب نہیں ہو سکتے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے یہ اور یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے اللہ تعالیٰ کا راستہ اور طریقہ ہے یہ نہ سمجھیں کہ اب ہم امت محمد یہ ہیں تو بس ہم کامیاب ہو چکے ہیں۔ نہیں! دین عمل کا نام ہے دین زبان کے قول کا نام نہیں ہے، دین دعوے کا نام نہیں ہے دین عمل کا نام ہے، دین ایمان، توحید اور عقیدے کا نام ہے جس کے عقیدے میں بگاڑ ہے جو توحید کو نہیں جانتا، جو اتباع سنت کو نہیں جانتا وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔

﴿وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ بس اللہ پر توکل کرو اگر تم سچے مومن ہو۔ تو توکل کو سچے ایمان سے جوڑ دیا ہے جو اللہ پر توکل نہیں کرتا وہ جھوٹا ہے وہ بے ایمان ہے وہ ایمان کا دعویٰ کرتا ہے، اس کا ایمان کم ہے کمزور ہے ناقص ہے۔

اس آیت کریمہ میں جو سب سے اہم پیغام ہیں بعض فوائد کا میں ذکر کرتا ہوں:

1۔ توکل عبادت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے توکل کا حکم دیا ہے ﴿عَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ اور مومنوں کی صفات میں سے ایک صفت بیان کر دی ہے کہ توکل جو ہے یہ مومنوں کی صفت میں سے ایک صفت ہے اچھی خصلت ہے۔

2۔ توکل ایمان کامل کی نشانی ہے۔

3۔ نصیحت کرنا فرض ہے خاص طور پر اس وقت جب مصیبت گھیر لیتی ہے۔

ویسے تو نصیحت کرنا مستحب ہے لیکن جب میدان جنگ ہو یا جب کوئی مصیبت گھیر لیتی ہے اور آپ دیکھتے ہیں کہ امت اب مصیبت میں پہنچ گئی ہے یا کوئی شخص اب آپ کے سامنے ہلاک ہونے والا ہے اب مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس کو نصیحت کریں "اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ" (دین نصیحت کا ہی نام ہے)۔ اور یہاں پر ہم نے دیکھا ہے کہ دو لوگوں نے نصیحت کی ہے قوم کو کہ اللہ تعالیٰ کی اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات کو مان لو کامیابی تمہارے ہاتھ میں ہے۔

4۔ایمان اور توکل کامیابی کے سب سے بڑے اسباب ہیں،اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ایمان اور توکل دشمنوں پر کامیابی کے سب سے بڑے اسباب ہیں۔

5۔توکل ایمان کی صحت کی شرط ہےاور سبب پر عمل کرنا صحیح توکل کی شرط ہے(توکل ایمان کی شرط ہےاور سبب شرعی توکل کی شرط ہے)۔

6۔اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا فرض ہے ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔

7۔سارے کا سارا توکل اللہ تعالیٰ کا حق ہے یاد رکھیں،توکل اللہ تعالیٰ کا حق ہے اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے کے بعد آپ کسی مخلوق پر توکل کر سکتے ہیں شروط کے ساتھ جو ہم نے بیان کی ہیں۔

8۔توکل کی قسموں کو جاننا ضروری ہے اور چار قسمیں بیان کی تھیں کہ اللہ تعالیٰ پر توکل توحید ہے ، غیر اللہ پر توکل کی مختلف قسمیں ہیں،اگر مردے پر توکل ہو تو شرک اکبر ہے،اگر زندہ غیر قادر پر توکل ہو یہ بھی شرک اکبر ہے،اور اگر زندہ پر توکل ہو لیکن اسی پر بھروسہ ہو یہ شرک اصغر ہے۔

9۔دشمنوں پر غلبہ صرف اسلحے کی طاقت سے نہیں ہوتا بلکہ اسلحے کی طاقت سے پہلے ایمان کی طاقت کا ہونا ضروری ہے،ایمان اور توکل ضروری ہےاور اسلحے کا استعمال کرنا یہ سبب شرعی ہے۔

بعض لوگ بھول جاتے ہیں وہ کہتے ہیں بس ہمارے پاس طاقت ہے اسلحہ ہے ہم سامنا کر سکتے ہیں دشمن کا،یہ بات درست نہیں ہے۔

10۔صرف مادّی قوت یا اسلحے پر بھروسہ کرنا ایمان کی کمزوری کے ساتھ ہلاکت ہے، صرف مادّی قوت یا اسلحے کی طاقت پر بھروسہ کرنا ایمان کی کمزوری کے ساتھ ہلاکت کا باعث ہے۔واللہ اعلم۔

اگلی آیت میں شیخ صاحب رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وقول الله تعالىٰ"(اللہ تعالیٰ کا فرمان):

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ﴾(الانفال:2)۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں سورۃ الانفال میں کہ مومن صرف اور صرف وہ ہے﴿الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ﴾(جن کے دل اللہ تعالیٰ کے ذکر سے لرز جاتے ہیں) ﴿وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ﴾(اور جب ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کی آیات کی تلاوت کی

جائے)﴿زَادَتۡهُمۡ اِيۡمَانًا﴾(توان کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے) ﴿وَّعَلٰى رَبِّهِمۡ يَتَوَكَّلُوۡنَ﴾(اور وہ اپنے ربّ پر ہی توکل کرتے ہیں)۔

اس آیت کریمہ میں اللہ جل شانہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں خبر دیتے ہیں کہ مومن کون ہے۔ایمان کا دعویٰ کرنے والے آپ کو بہت ملیں گے لیکن سچا مومن کون ہے؟ دیکھیں جب سچے مومن کی بات ہوتی ہے یادرکھیں توکل بیچ میں ضرور ہوتا ہے اور اس آیت کریمہ میں توکل کے ساتھ اور بھی دو تین نشانیاں ہیں بہت اہم، سبحان اللہ۔

مومن کون ہے؟ ﴿اِنَّمَا﴾ صیغۃ الحصر ہے کہ سچے مومن یہی ہیں۔کون ہیں؟ وہ لوگ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے قرآن مجید کی تلاوت کی جائے ﴿وَجِلَتۡ قُلُوۡبُهُمۡ﴾ ان کے دل نرم ہو جاتے ہیں لرز جاتے ہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے، قرآن مجید کی تلاوت ہوتی ہے ان کے دل کانپ اٹھتے ہیں آنکھوں سے آنسو بہہ جاتے ہیں۔قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اس کا اثر ہوتا ہے لوگوں کے دلوں میں اثر ہوتا ہے اس اثر کا اثر پورے جسم میں ہوتا ہے بعد میں۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (میں ایک مثال دیتا ہوں) جب سورۃ الطور پڑھتے:

﴿وَالطُّوۡرِ ۝۱ وَكِتٰبٍ مَّسۡطُوۡرٍ ۝۲ فِىۡ رَقٍّ مَّنۡشُوۡرٍ ۝۳ وَّالۡبَيۡتِ الۡمَعۡمُوۡرِ ۝۴ وَالسَّقۡفِ الۡمَرۡفُوۡعِ ۝۵ وَالۡبَحۡرِ الۡمَسۡجُوۡرِ ۝۶ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ﴾ (الطور:1-7) بے ہوش گر جاتے! ان آیتوں کو دیکھیں ذرا الفاظوں کی طاقت کو دیکھیں شدت کو دیکھیں قسم ہے طور پہاڑ کی، اللہ تعالیٰ قسم کھاتے ہیں، چھ قسمیں کھاتے ہیں چھ قسموں کے بعد اللہ تعالیٰ تاکید کرتے ہیں ﴿اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ﴾ (اللہ تعالیٰ کا عذاب ہو کر رہے گا)۔کوئی بھی دل والا انسان برداشت کر سکتا ہے؟! بے ہوش گر جاتے بیمار پڑ جاتے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عیادت کے لیے جاتے اور راستے میں ایک دوسرے سے کہتے لگتا ہے کہ آج امیر المؤمنین نے سورۃ الطور پڑھی ہے۔

میرے بھائی یہ اقوال آج ہم بھی پڑھتے ہیں ہمارے دلوں میں اس کا اثر ہوتا کیوں نہیں ہے؟! کیا ہمارے دل مر چکے ہیں یا یہ دل پتھر بن چکے ہیں؟! ہمارے آنسو کیوں نہیں بہتے قرآن مجید کو پڑھتے ہوئے ہمارے دل نرم کیوں نہیں ہوتے؟! ہمارے دل کیوں نہیں لرز جاتے قرآن مجید کو سن کر وجہ کیا ہے؟ ﴿اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ﴾ ایمان میں کمی ہے میرے بھائیو کہیں نہ کہیں پر کمی تو ہے ہم اعتراف کرتے ہیں ہمارے ایمان میں کمی ہے ہمارا وہ ایمان نہیں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایمان تھا۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں ایمان کامل عطا فرمائے، ہماری زندگی اسی ایمان کے اوپر قائم ہو اور ہماری موت بھی اسی ایمان کے اوپر ہو، آمین۔

تو پہلی نشانی کیا ہے ؟﴿وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ﴾اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے قرآن مجید کی تلاوت ہوتی ہے دل لرز جاتے ہیں اور صرف لرزتے نہیں ہیں﴿زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا﴾اللہ تعالیٰ کے ذکر سے دل لرزتے ہیں اور قرآن مجید سے ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے۔

ارے ایمان بھی بڑھتا ہے ؟! جی ہاں ایمان بھی بڑھتا ہے، کم بھی ہوتا ہے، کمزور بھی ہوتا ہے، ایمان میں طاقت بھی ہوتی ہے یہ ups and downs ہوتے ہیں ایمان میں اور پچھلے بعض دروس میں میں یہ بات بیان کر چکا تھا کہ میرا یہ ایمان ہے یہ مائیکروفون ہے اس میں کیا زیادہ یا کمی ہو سکتی ہے، کچھ نہیں ہوتی۔ میرے ہاتھ میں پانی کا گلاس ہے میرا ایمان ہے کہ میرے ہاتھ میں پانی کا ایک گلاس ہے، میرا ایمان ہے کہ یہ موبائل ہے، میرا ایمان ہے کہ یہ پین ہے اس میں کیا زیادتی یا کمی ہو گی ؟!

اس لیے بعض لوگوں نے جو مرجئی ہیں مرجئی سوچ مرجئی عقیدہ رکھتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ بھئی اللہ تعالیٰ پر ایمان ہے تو بس برابر ہے کیسے زیادہ یا کم ہوتا ہے ہم نہیں مانتے عقل نہیں مانتی اس کو !

ہم کہتے ہیں عقل کو تو چھوڑیں بعد کی بات ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا کیا جواب دیں گے آپ﴿زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا﴾(ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے قرآن مجید کی تلاوت کرنے کے بعد)۔ جو بڑھ جاتا ہے یعنی پہلے کم تھا کہ نہیں ؟ کوئی بڑھی ہوئی چیز بڑھتی ہے ؟ سبحان اللہ، بڑھتی تو وہ چیز ہے جو پہلے کم تھی، ایمان پہلے ناقص تھا اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے تدبر سے بڑھ گیا ہے۔

پھر دوسری بات یہ ہے کہ میرا یہ ایمان کہ یہ موبائل ہے یا یہ پین ہے یہاں پر ایمان کا مطلب ہے تصدیق اور اقرار لیکن ایمان شرعی معنی میں اور ہے مجموعہ ہے تین چیزوں کا، زبان کا قول، دل سے تصدیق اور یقین اور بدن سے عمل کرنا۔ اور جہاں پر عمل شامل ہو جاتا ہے تو عمل زیادہ یا کم ہوتا ہے کہ نہیں ؟ جب عمل زیادہ اور کم ہوتا ہے تو ایمان بھی زیادہ اور کم ہوتا ہے۔

تو مرجئۃ کا نظریہ باطل ہے اور یہ نظریہ کس کا ایجاد کردہ ہے ؟ جہم بن صفوان کا، سب سے پہلے فتنہ ارجاء کا یہ شخص لے کر آیا ہے کہ کلمہ پڑھ لیا مسلمان ہو گئے بس اب ایمان کم نہیں ہو سکتا نہ ختم ہو سکتا ہے کچھ بھی کرتے رہو، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایمان آج کے ایک زانی شخص کے ایمان کے برابر ہے ایمان میں کوئی فرق نہیں ہے، نعوذ باللہ۔

اور تیسری نشانی کیا ہے ؟﴿وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ﴾(اور اپنے ربّ پر بھروسہ کرتے ہیں)۔ کیسا بھروسہ ؟ سبب شرعی پر عمل کرتے ہوئے۔

تین نشانیاں ہیں "اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے دل لرز جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی آیتیں تلاوت کرتے ہوئے ایمان بڑھ جاتا ہے، اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہیں"۔ کتنی پیاری صفات ہیں میرے بھائیو کتنی پیاری خصلتیں ہیں اور کتنے لوگ ان سے محروم ہیں، سبحان اللہ۔

اس آیت کریمہ میں جو اہم پیغام ہیں:

1۔اللہ تعالیٰ کا ڈر اور اللہ تعالیٰ پر توکل مومنوں کی صفات میں سے بعض صفات ہیں۔

2۔ایمان زیادہ اور کم ہوتا ہے یہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے۔

اہل سنت والجماعت کے عقیدے میں سے عقیدہ یہ ہے ایمان کے متعلق کہ ایمان "قول باللسان وتصديق بالجنان،وعمَلٌ بالأركان،يزيد بالطاعة وينقص بالعصيان" کہ ایمان زیادہ اور کم ہوتا ہے کیونکہ مجموعہ ہے زبان کے قول کا،دل سے یقین کا اور بدن سے عمل کا۔

3۔اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا فرض ہے۔

4۔قرآن مجید کے تدبر سے ایمان بڑھ جاتا ہے(قرآن مجید کے تدبر سے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے ایمان بڑھ جاتا ہے)۔

5۔مرجئہ کا رد،اس آیت کریمہ میں مرجئہ کا رد ہے مرجئہ وہ گروہ ہے جو کہتا ہے کہ عمل کا ایمان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اشعری،ماتریدی آکر کہتے ہیں بھئی ایمان زیادہ،کم نہیں ہوتا آپ جواب میں کیا دلیل پیش کریں گے کہ ایمان بڑھتا اور کم ہوتا ہے ؟یہی آیت کریمہ۔تو اس آیت کریمہ میں مرجئہ کا رد ہے۔

6۔صیغۃالحصر کو جاننا،﴿إِنَّمَا﴾صیغۃالحصر ہے اس کا فائدہ یہ ہے کہ اس کے علاوہ کوئی نہیں اور۔اگر تم دیکھنا چاہتے ہو واقعی سچے مومن ہو تو دیکھو آپ کے اندر یہ صفات موجود ہیں کہ نہیں،اگر نہیں ہیں تو ایمان میں کمی ضرور ہے کہیں نہ کہیں پر۔

7۔ایمان کامل کی نشانیوں میں سے علامات میں سے یہ نشانیاں ہیں کہ دل کا لرزنا اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتے ہوئے،اور قرآن مجید کی تلاوت سے ایمان میں اضافہ ہونا،اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا۔واللہ اعلم۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

ایک چیز کی میں وضاحت کر دوں جب تک آپ ماشاءاللہ ریفریشمنٹ کر لیتے ہیں کہ کل کے درس زکوۃ کے درس متعلق ایک غلط فہمی کا ازالہ میں کرتا ہوں ان شاءاللہ اگلے درس میں مجھے یاد دلانا میں اس ازالے کو دوبارہ بیان کروں گا زکوۃ کے درس میں۔ مجھ سے غلط فہمی ہوئی کہ سونے اور چاندی کا جو نصاب ہے میں نے یہ سمجھا تھا ایک غلط فہمی تھی مجھے کہ جب تک ان تینوں میں سے ایک کا نصاب پورا نہیں ہو جاتا آپ ان کو آپس میں مکس نہیں کر سکتے یہ غلط فہمی تھی میری۔

صحیح بات یہ ہے کہ آپ تینوں کو سونے کو،چاندی کواور پیسوں کو آپس میں مکس کر کے نصاب پورا کر سکتے ہیں۔یعنی اگر آپ کے پاس بیس گرام سونا ہےاور چار سو گرام چاندی ہےاور ایک ہزار،دو ہزار ریال آپ کے پاس ہیں مثال کے طور پر تو آپ کا سب کو ملا کر نصاب پورا ہوتا ہے۔

اگر الگ الگ رکھتے ہیں آپ پانچ سو ریال آپ کے پاس ہیں نصاب پورا نہیں ہوتا،چار سو گرام چاندی ہے نصاب پورا نہیں ہوتا ،چالیس گرام سونا ہے نصاب پورا نہیں ہے۔

الگ الگ تو نصاب پورا نہیں ہوا اگر سب کو ملاتے ہیں تو نصاب پورا ہو جاتا ہے تو سب کو ملانا ضروری ہے نصاب کے لیے۔ٹھیک ہے وضاحت ہو گئی کہ نہیں؟ٹھیک ہے الحمدللہ۔

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش(حفظہ اللہ)کے آڈیو درس (068.کتاب التوحید) سے لیا گیا ہے۔سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio